بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

لہو رنگ لال مسجد کا المناک حادثہ

بالآخر ظالم و جابر حکمرانوں نے لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ پر قیامت بپا کر ہی دی۔ سینکڑوں بے گناہ و معصوم طلباء و طالبات کو صرف اس جرم کی پاداش میں آگ و خون کی نذر کر دیا گیا کہ انہوں نے عملاً کیوں نفاذ اسلام کے لئے تحریک چلانا شروع کی اور ایک آمر مطلق کے سامنے کلمہ حق کی اذانوں سے دارالخلافہ اسلام آباد کی گناہوں سے بھری فضاء کو کیوں لرزا دیا؟ جامعہ حفصہؓ و لال مسجد کے ارباب اختیار مولانا عبدالعزیز اور مولانا عبدالرشید شہید کے طریقہ کار و لائحہ عمل سے اگرچہ علماء کرام کو اختلاف رہا لیکن ان کے اخلاص، دینی حمیت، جذبہ جہاد سے وابستگی اور غلبہ اسلام کے لئے اس گھرانے کی پوری زندگی اس بات پر گواہ ہے کہ وہ اسلام کے سچے شیدائی تھے۔ ان کی صدق و صفا پر مبنی تحریک میں در پردہ کوئی سیاسی عزائم و مقاصد پنہاں نہ تھے۔ نہ ہی دنیائی جاہ و منصب ان کا مطمح نظر تھا۔ اس خاندان کی ساری زندگی کھلی کتاب کی مانند ہے۔ ان کا کل اثاثہ مدرسے میں قائم ایک دو کوارٹر نما گھر تھے۔ گو کہ جنرل ضیاء الحق اور اکثر ارباب اقتدار کا اس گھرانے سے عقیدت و محبت کا گہرا تعلق تھا۔ لیکن ان بوریا نشینوں نے اس تعلق سے کبھی کوئی دنیاوی مقاصد حاصل نہیں کئے۔ جنرل مشرف کے آمرانہ اور اسلام دشمن اقدامات پر یوں تو تمام دینی طبقات اور پاکستانی عوام عموماً روز اول ہی سے آتش بجاں تھے لیکن غازی برادران کا پیچ و تاب اور سوز و ساز اندر ہی اندر سلگتے سلگتے بالآخر ایک آتش فشاں کی صورت میں ابل کر پھٹ پڑا۔ مذہبی اور سیاسی جماعتوں کا حکومت کے ساتھ مصلحت آمیز رویہ اور علماء کرام کی گوشہ نشینی نے بھی ان کو کافی بددل کر دیا تھا اور یہ حضرات بالآخر اس نتیجے پر پہنچ گئے تھے کہ اگر اس حکومت کے خلاف عملاً جدوجہد کا آغاز نہ کیا گیا تو کچھ ہی عرصہ میں یہ امریکی نواز حکومت مساجد کے انہدام کے بعد پورے ملک میں مدارس اور شعائر اللہ کی بیخ کنی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دے گی اور پاکستان کو دوسرا تاشقند و اسپین بنا دیا جائے گا۔ اسی لئے انہوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے اپنی تحریک شروع کی۔ (اگرچہ اس سلسلے میں انہوں نے باقی علماء کرام وغیرہ سے کوئی مشاورت نہیں کی جس کا انہیں کافی نقصان بھی اٹھانا پڑا) اس تحریک پر تفصیل سے یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں کہ حالات و واقعات میڈیا کے اس طاقتور دور میں سب کے سامنے آشکارا ہیں۔ یہاں پر ان شہیدوں کی یاد میں چند آنسوؤں کا نذرانہ شکستہ خاطر اور شکستہ قلم سے پیش خدمت ہے اور کچھ شکوے اور آہیں ہیں جو اپنوں اور بیگانوں سے دل نہ چاہتے ہوئے بھی کرنے پر مجبور ہے۔ کیونکہ

مرا در دیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

سانحہ لال مسجد پاکستانی تاریخ کا وہ شرمناک خوں آشام اور جگر دوز واقعہ ہے جس کے چھینٹوں نے پاکستان کے چہرے کو مزید داغدار کر دیا ہے۔ سینکڑوں معصوم شہید طلباء وطالبات کا خون قیامت تک اٹھ اٹھ کر اس کا منہ چڑائے گا۔ خانہ خدا کی بربادی اور اس کی سوختہ سامانی کرنے والوں نے اپنے مقدر کے علاوہ پاکستان کے مقدر میں بھی سیاہی بھر دی ہے اور ظلم کے گھٹاٹوپ اندھیروں اور جبر کی شب کی سیاہی بہہ بہہ کر حکمرانوں کے منحوس قاتل چہروں کو اور بھی مسخ کر رہی ہے۔ لال مسجد کے در و دیوار اور میناروں پر خون کی ہولی کھیل کرا سے معصوم جانوں کے خونِ مقدس سے لہولال اور جامعہ حفصہؓ کی عظیم عمارت کو پیوند خاک کر دیا گیا۔ اور قرآن وحدیث کے مقدس اوراق کی بے حرمتی کی گئی۔ الغرض پاکستانی فوج نے وہ کردار ادا کیا جس کے سامنے امریکی افواج کے ظلم وستم بھی شرمندہ ہیں۔

الغرض ع وہ حبس ہے کہ لو کی دعا مانگتے ہیں لوگ

حکمرانوں نے امریکہ اور مغرب کو خوش کرنے کی خاطر ہزاروں بے گناہ طلباء وطالبات کو مدرسے و مسجد میں محصور کر کے ان پر پانی، بجلی، گیس اور رزق کئی دنوں تک بند رکھا اور ان خدا مست دیوانوں نے تب بھی گھٹنے نہ ٹیکے تو تب پاکستان کی ''بہادر وغیور'' فوج نے لال مسجد کو بھارت کا لال قلعہ سمجھ کر اس پر مسلسل آٹھ دن تک بمباری اور خطرناک شیلنگ کی، اور فاسفورس و دیگر انتہائی مہلک جان لیوا گیسوں کے ذریعے ان کو شہید کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں ہزار بارہ سو کے لگ بھگ طلباء وطالبات جان بحق ہو گئے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ان کی لاشیں لواحقین کو اب تک واپس نہیں کی جا رہیں۔ سینکڑوں طلباء کو کھاریاں کے قریب ویرانوں میں اجتماعی قبروں میں دفن کر دیا گیا ہے اور سینکڑوں کو اسلام آباد اور اس کے نزدیکی علاقوں میں غائب کرا دیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کی لاشیں جل گئی تھیں اور کیمیائی و مہلک گیسوں نے ان کے اجسام کو پگھلا دیا تھا۔ ''روشن خیالوں'' کی اس سے بڑھ کر ''روشن خیالی'' اور ''وسعت ظرفی'' کیا ہوگی......؟ اب بھی سینکڑوں طلباء وطالبات جیل کی سلاخوں میں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں پابند سلاسل ہیں۔ اکبر مرحوم نے ہمارے زمانے کے طالب علموں کے بارے میں ہی شاید یہ شعر کہا تھا:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں		کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اس سے بڑا ظلم پھر یہ ہوا کہ کسی بھی سیاسی و مذہبی جماعت نے دو طرفہ مذاکرات میں صرف واجبی شمولیت یا زیادہ سے زیادہ لال مسجد سے باہر فوٹو سیشن کے علاوہ کوئی بڑا اقدام کرنا مناسب نہ سمجھا۔ (البتہ راولپنڈی اسلام آباد کے علماء کی نمائندہ تنظیم جمعیت اہل سنت والجماعۃ کی کارکردگی اور کوششیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔) اگر بروقت وفاق المدارس العربیہ بھی ملک بھر کے مدارس کے لاکھوں طلباء کو احتجاج کیلئے سڑکوں پر بیک وقت لاتی تو یہ تاریخی قتلِ عام کرانے کی حکمرانوں کو رتی بھر بھی جرات نہ ہوتی۔ پھر اس کے علاوہ ایم ایم اے کے ''انقلابی'' ''دردمند'' اور علماء وطلباء اور دینی طبقے کے ''آئیڈیل'' رہنما بھی عین اسی نازک مرحلے پر لندن کی لاحاصل اور بے نتیجہ اے۔ پی۔ سی میں شرکت کیلئے

راتوں رات انگلستان نکل گئے۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ معصوم حفاظ طلباء وطالبات کے سروں پر قیامت کا سورج طلوع ہونے ہی والا ہے۔ افسوس صد افسوس ان لیڈروں پر جو مغربی اور لادین جمہوریت کی نام نہاد تحریک میں ''نیم دلانہ'' شرکت پر ''تشریف'' لے گئے۔ اگر ایم ایم اے پرویز مشرف کو یہ دھمکی دیتی کہ تم نے آپریشن نہ روکا تو ہم سرحد بلوچستان کی حکومت کو نہ صرف ختم کردیں گے بلکہ ملک میں ایسی سیاسی شورش برپا کردیں گے کہ تمہارے اقتدار کے قصر کی دھجیاں اڑادیں گے۔ لیکن مصلحت آمیز اور اقتدار کے دلدادہ لیڈران نے صرف اخباری بیانات تک اپنی توپوں کا رخ پھیرے رکھا۔ ؎ کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہوسکا؟

لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے حکمران اور فوجی کمانڈ و معلوم نہیں اس قیامت کو بپا کرنے کے بعد کس طرح چین وسکون کی نیند سو گئے؟ ع بارے آرام سے ہیں اہل جفا میرے بعد لیکن کم سے کم سارا پاکستان تو اس خونی حادثہ کے بعد کئی روز تک اپنے ہوش وحواس اور آرام و نیند گنوا بیٹھا ہے۔ نمناک آنکھوں نے اس واقعہ کرب و بلا پر آنسوؤں کی ایسی برسات برسائی کہ اس موسم برسات کی فیاضی بھی اسکے سامنے پانی پانی ہوگئی۔ ؎ وحشت کو میرے عرصہ آفاق تنگ تھا دریا زمین کو عرق انفعال ہے

شاعر اسلام علامہ اقبالؒ نے طرابلس اور عالم اسلام کی قابل فخر بیٹی شہید فاطمہ کو کس قدر قابل تحسین اور قابل فخر کلمات سے نوازا تھا ' آج اگر علامہ مرحوم حیات ہوتے تو اپنے ملک پاکستان کی بہادر بیٹیوں کی جرات وایثار پر کتنے نازاں ہوتے' اور ان کی شہادت پر کس قدر دل گرفتہ ہوتے؟

جامعہ حفصہؓ کے ان معصوم طلباء وطالبات کو سلام ہو جنہوں نے اپنی حسرتوں' معصوم تمناؤں اور حتیٰ کہ جانوں کا نذرانہ دے کر دینی مدارس اور اسلام کا سر فخر سے بلند کردیا۔ عجب نہیں کہ ان بے گناہ و پاکیزہ شہید' قابل رشک طالبات کو فرشتے بھی سلام کہتے ہوں گے جنہوں نے اپنی ہتھیلیوں کو مہندی میں رنگنے کے بجائے خون سے رنگین کردیا اور چوڑیوں کی بجائے جنہوں نے ہتھکڑیوں کو اپنے لئے زیور منتخب کیا اور ڈولیوں میں بیٹھنے کی بجائے اپنے لئے قبروں کی لحدوں کا انتخاب کیا۔ باحیاء اور برقعہ پوش خواتین جل کر راکھ ہوگئیں لیکن انہوں نے پردے اور برقعہ کی لاج رکھتے ہوئے ظالم حکمرانوں کے سامنے سرینڈر نہیں کیا اور معصوم باحیاء لڑکیوں نے جرات و بہادری کی ایسی ایسی مثالیں اس موقع پر قائم کیں کہ صحابیات کی قربانیوں کی داستان ایک بار پھر نئی آب وتاب کے سامنے نمودار ہوگئیں۔ ظالم حکمران اس موقع پر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کسی کی فتح اور شکست نہیں لیکن ہم یہاں پر یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ حق کی فتح اور تمہاری شکست ہے۔ ان شہیدوں کے خون سے رنگین لال مسجد کا رنگ چاہے تم لاکھ دفعہ مٹانے کی کوشش کرو' انشاء اللہ یہ خون کبھی نہ کبھی اور کسی نہ کسی صورت میں نمودار ہوگا اور تم سب حکمران اسکے سامنے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غروب اور فنا کے گھاٹ اتر جاؤ گے۔ ؎ بناء کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را